اختر شیرانی "شاعر رومان"

داود خان اختر شیرانی (1905ء 194😎 کی شاعری شباب ، اس کے رومان اور اس کے حسین خوابوں اور دلکش یادوں کی شاعری ہے۔ ان کا کلام پڑھ کر یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ عورت اس کا حسن اور اس کی محبت ہی کا نام اس کے نزدیک زندگی ہے ۔ انہوں نے اردو شاعری کی تاریخ میں پہلی بار اپنی محبوبائوں کے نام لے کر کھلم کھلا اور بے دھڑک پر جوش جذبات محبت ادا کئے لیکن وہ ماورائی لطافت اور سرمستی کی جس طرح پرستش کرتے ہیں اس سے گمان ہونے لگتا ہے کہ وہ کسی خاص محبوبہ کی اداؤں کا شکار ہونے سے زیادہ خود اپنی سرمستی و عشق پر فدا ہیں ۔وہ اس مادی و کثیف دنیا سے دور محبت کی اس دنیا میں پہنچ جانا چاہتے ہیں جہاں روزمرہ زندگی کی کثافتیں اور رکاوٹیں نہ ہوں ۔ کوئی آزار نہ ہو، نور ہو ، شراب ہو، نشہ ہو، رنگ و بو ہو، فطرت کا حسن ہو ، بہار ہو، پھول ہوں ، چاندنی ہو، فضامیں کیف و مستی کی طغیانی ہو اور محبت کرنے کی پوری آزادی ہو۔ اختر شیرانی کا عشق عنوان شباب کا عشق ہے جس میں جوش و جذبہ ہے، گرمی و شدت ہے، وجد و کیف ہے اور جسے زندگی صرف شراب و شعر اور نغمہ و نور سے عبارت نظر آتی ہے۔ ان کی عشقیہ شاعری میں مایوسی و ناکامی ، حسرت و حرمان، پامالی و بربادی کے نقوش کم ہیں اور چاہنے اور چاہے جانے کی لذت زیادہ ہے لیکن ان کی عشقیہ سپردگی میں جسمانیت اور احساسی کیف و سرور کے باوجود عریانی و پستی یا سوقیت و ابتذال نہیں۔

اختر شیرانی کی جنت یوں تو سلمیٰ ، یا ریحانہ یا عذرا کی آغوش میں ہے لیکن اس جنت کی تعمیر میں فطرت کا حسن و جمال بھی بڑا اہم عنصر ہے یوں بھی فطرت کی آغوش میں انہیں بڑا سکون ملتا ہے فطرت اور اس کے مناظر و مظاہر کے ساتھ ان کا رشتہ محض عشق و شباب ہی کے حوالے سے قائم نہیں ہوتا بلکہ فطرت کی رعنائی اور اس کے مظہراتی حسن و جمال کا ان کی شاعری میں اپنا ایک مقام ہے بادل، بہار، برسات اور چاندنی کے مناظر خاص طور پر انہیں متاثر کرتے ہیں ،چونکہ جس زمانے میں وہ شعر کہہ رہے تھے۔ وہ سیاسی اور معاشرتی و معاشی بیداری کا دور تھا اس لئے بحیثیت ایک حساس شاعر کے وہ اپنے زمانے کے تحریکات اور رجحانات سے غیر متاثر نہ رہ سکے۔ اور آزادی ، انصاف مساوات اور ریاکاری و فرقہ واریت کے خاتمے کا مطالبہ بھی اپنی نظموں میں کرنے لگے اگرچہ اس مطالبے میں نہ وہ تیزی وتندی ہے نہ زور و شدت جو جوش کے یہاں محسوس ہوتی۔

https://www.urduweb.org/mehfil/threads/1752.اختر-شیرانی-شاعر-رومان/

Scanned by CamScanner

رومانیت:۔

رمانیت کے متعلق ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں،

" میری سمجھ میں رومانیت کا مطلب یہ ہے کہ ایسا اظہار اسلوب جس میں فکر کے بجائے تخیل پر زور دیا جائے اور اس کا جدھر بہاؤ ہو دریا کی طرح بہنے دیا جائے اس میں قاری بھی بہہ جاتا ہے۔"

اختر رومانی شاعر تھے لیکن تمام رومان پسند اپنے شخصی میلانات کی وجہ سے ایک ہی دائرے میں رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں کوئی شفق کی رنگینیوں میں کھو جاتا ہے کوئی فطرت کی محبت میں گم ہو جاتا ہے کوئی انسانی حسن کے بغیر کائنات کو نامکمل سمجھتا ہے اور کوئی اپنی محبوبہ کے جسم کو اس طرح چھونا چاہتا ہے۔ جیسے رنگ و بو کی لہروں کو نسیمِ صبح کے جھونکے چھوتے ہیں غرضیکہ ہر شخص کسی نہ کسی طرح اپنی روح کو تسکین دینا چاہتا ہے اور نئی راہوں پر چل کر اپنی دنیا بناتا ہے۔ یہی چیز کسی کو ورڈزورتھ ، کسی کو شیلے کسی کو کیٹس اور اسی رومانی انداز نظر سے روسو کے نقطہ نظر میں محسوس ہوتی ہے یہ سب رومانی ہیں ایک دوسرے سے مختلف بھی پھر بھی ایک دوسرے سے اتنا دور نہیں ان سب میں کئی باتیں مشترک ہیں جمود کو توڑنا تخیل کی مدد سے ایک دنیا تعمیر کرنا ، نئی دنیا کی جستجو ، بھری بہار ، محبوبہ کی آغوش مسرتوں کی گود میں مرجانے کی آرزو ، یہ خواہشیں نت نئے رنگ میں ہر رومانی کے یہاں ملتی ہیں ۔ اختر کے یہاں بھی یہ تمام اجزاء بھرپور انداز میں ملتے ہیں ۔ مگر ان کے شعور کا سماجی اور سیاسی پس منظر دوسرے بہت سے شعراء سے مختلف ہے اس لئے ان کے محرکاتِ شاعری اور تخیل کے اجزائے ترکیبی دوسروں سے جدا ہیں ۔ انہوں نے اپنے تخیل سے حسن و شباب ، سرخوشی و خود فراموشی اور امن و سکون کی ایک نئی دنیا تخلیق کی ہے۔ ان کے گیتوں میں رس ہے ان کے نغموں سے مخصوص نغماتی فضا پیدا ہوجاتی ہے اور وہ اس میں ڈوب کر محبت کے گیت گانے لگتے ہیں

محبت کے لئے آیا ہوں میں دنیا کی محفل میں
محبت خون بن کر لہلہاتی ہے مرے دل میں
محبت ابتداء میری محبت انتہا میری
محبت سے عبارت ہے بقا میری فنا میری
محبت ہی مرے نزدیک معراجِ عبادت ہے
محبت ہی مرے نزدیک سرتاج عباد ت ہے

نیر واسطی اختر شیرانی کی رومانیت کے متعلق یوں رقم طراز ہیں ،

" مشرق میں رومانی شاعری کے تین پیغمبر آئے ہیں ایک امرالقیس دوسرا حافظ شیرازی اور تیسرا اختر شیرانی جس کی زبان حافظ کی تھی اور تخیل امرالقیس کا۔"

حسن پرستی ان کا شعار ہے ان کا مزاج لڑکپن سے عاشقانہ ہے ایک جگہ خود کہتے ہیں ،

Scanned by CamScanner

ادب سے جا کے کہنا اے صبا اس شوخ پر فن سے
کہ روماں اور محبت ، مشغلہ ہے میرا بچپن سے

اختر کی شاعری:۔

اختر شیرانی محبت و عشق کے نشہ میں سرشار چناروں کے جانفزا چھاؤں میں حسن و عشق کے علاوہ بہاروں اور نظاروں کے گیت گاتے نظر آتے ہیں ان کے نغموں میں زندگی، جوش ، حسن، سوز ،تڑپ ، روانی، ترنم ، شباب ، مسرت، محبت و الفت اور ہیجان خیز کیفیات ہیں ۔ یہ نغمے اُن کی روح کی اتھاہ گہرائیوں میں جنم لیتے ہیں اور خونِ جگر سے پرورش پاتے ہیں ۔اسی سبب اُن کے کلام میں وہ تمام شعری محاسن بدرجہ اتم موجود ہیں ۔ جو اعلیٰ و عمدہ شاعری کا طرۂ امتیاز ہوتے ہیں اُن کی شاعری میں دراصل سنہرے خوابوں کے دلکش نغمات ہیں جن میں شعریت کے علاوہ موسیقیت غائیت درجے تک موجود ہے اسی غنائیت ، موسیقیت ، نغمگی اور شعریت کے حسین و جمیل امتزاج کا نام اختر شیرانی کی شاعری ہے۔

جہاں رنگیں بہشتیں کھیلتی ہیں سبزہ زاروں میں
جہاں حوروں کی زلفیں جھومتی ہیں شاخساروں میں
جہاں پریوں کے نغمے گونجتے ہیں کوہساروں میں
جوانی کی بہاریں تیرتی ہیں آبشاروں میں
مری سلمیٰ مجھے لے چل تو اُن رنگیں بہاروں میں!

اختر کا تصور عشق:۔

اختر کے تخیل کا رہنما عشق ہے وہ اس کی مدد اور رہبری میں محبت کی اس دنیا میں پہنچ جانا چاہتے جہاں دنیا کی کثافتیں اور نا آسودگیاں ان کا دامن نہ چھو سکیں وہ جگہ ایسی ہو جہاں انسان نہ بستی ہوں جو نور اور طور کی وادی ہو۔ اختر کا عشق افلاطونی اور جنسی محبت دنوں کے خمیر سے تیار ہوا ہے ۔لیکن اس کی معراج تخیلی محبت ہے جب دنیا اور سماج ان کے عشق کے راستے میں حائل ہوتے ہیں تو اپنی محبوبہ کو لے کر کسی اور دنیا میں لے جانا چاہتے ہیں جہاں انہیں محبت کی آزادی ہو ان کے یہاں گجرات کی خوبصورت حور سلمیٰ، حسین غزالوں کی طرح وادیوں میں گلگشت کرنے والی ریحانہ اور مرمریں جسم رکھنے والی عذرا کا ذکر والہانہ انداز میں بار بار آتا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا کہ آیا یہ سب الگ الگ ہستیاں ہیں یا ایک ہی ہیں اس کا فیصلہ کرنا مشکل ہے کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اصل محبوب وہ ہے جس کو ایک بار دیکھا تھا اور دوسری جھلک دیکھنے کی تمنا باقی ہے کہیں کہیں یہ حسین پیکر

Scanned by CamScanner

خیال و خواب بن کر اس کو اُفق کے اس پار سے اپنے پاس بلاتے ہیں۔

اے عشق ہمیں لے چل اک نور کی وادی میں
اک خواب کی دنیا میں اک طور کی وادی میں
حوروں کے خیالاتِ مسرور کی دنیا میں
تا خلد بریں لے چل!
اے عشق کہیں لے چل!

مگر مری نگہ شوق کو شکایت ہے
کہ اُس نے تم کو فقط ایک بار دیکھا ہے
دکھا دو ایک جھلک اور بس نگاہوں کو
دوبارہ دیکھنے کی ہے ہوس نگاہوں میں

ڈاکٹر یونس یوں رقمطراز ہیں
" جہاں تک ان کے عشق کا تعلق ہے وہ حقیقتاً بڑا حجاب آلود ہے اظہار کی جرات میں بھی کئی دن تک انتظار کرنا پڑتا ہے اور جب کرتے بھی ہیں تو ان سے اس طرح مخاطب ہوتے ہیں،

کیا غضب ہے کہ غم ہجر سنا بھی نہ سکیں
سینے کا زخم دکھاتے تو دکھا بھی نہ سکیں

سلمیٰ سے عشق:۔

پروفیسر سید وقار عظیم اس سلسلے میں رقم طراز ہیں کہ۔
" جب اختر شیرانی کا ذکر چھیڑتا ہے تو بات گھوم کر سلمیٰ کی گھنی زلفوں اور شبنمی عارضوں پر جا کر ٹھہرتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ زندگی کا سارا سکون ان کی زلفوں کے سائے میں اور زندگی کی تمام تر خوشیاں ان کی عارضوں کی ہم نشینی میں ہے۔"
اختر شیرانی کی رومانی شاعری کا مدار سلمیٰ کے گرد گھومتا ہے بعض نقاد اس نام کو فرضی جانتے ہیں اختر کو اس سے عشق ہو گیا تھا اور باقاعدہ ملتا تھا سلمیٰ کی تصویر کو دیکھ کر انہوں نے یہ سانیٹ لکھا۔

تو از سرتا بہ پا اک نکہت و تنویر ہے سلمیٰ!

Scanned by CamScanner

شراب و شعر و موسیقی میں پنہاں تیری رنگت ہے
میری خاموش دل میں موجزن تیری محبت ہے

ایک اور جہ سلمٰی کے متعلق لکھتے ہے

وہ روتی ہے تو ساری کائنات آنسو بہاتی ہے
وہ ہنستی ہے تو فطرت بے خودی سے مسکراتی ہے
وہ سوتی ہے تو ساتوں آسماں کو نیند آتی ہے
وہ اُٹھتی ہے تو کل خوابیدہ دنیا کو اُٹھاتی ہے

سلمٰی سے اُسے پاکیزہ محبت تھی اس لئے وہ کہتے ہیں ،

قسم اس پاکبازی کی جو تھی باہم خیالوں میں
قسم اُس بے نیازی کی جو تھی باہم سوالوں میں

سلمٰی کی کسی اور سے شادی ایک ایسا عظیم سانحہ تھا جس نے اختر کی بقیہ زندگی کو سلمٰی کی یادگار بنا دیا۔

اگر مجھے نہ ملیں تم تمہارے سر کی قسم
میں اپنی ساری جوانی تباہ کر لوں گا
جو تم سے کردیا محروم آسمان نے مجھے
میں اپنی زندگی صرف گناہ کر لوں گا

اختر کی پوری فضاء میں سلمٰی کے جسم کی خوشبو محسوس ہوتی ہے ان کا شعری مجموعہ "صبح بہار" میں ایک دیہاتی گیت "بستی کی لڑکیوں میں بدنام ہورہا ہوں" میں ہر بند سے سلمٰی کے سے ان کی دل کی گہرائیوں سے کیا ہوا عشق کا مظہر ہے۔

اس شمع رو کا جب سے پروانہ بن گیا ہوں
بستی کی لڑکیوں میں افسانہ بن گیا ہوں
ہر ماہ وش کے لب کا پیمانہ بن گیا ہوں
دیوانہ ہو رہا ہوں ، دیوانہ بن گیا ہوں

Scanned by CamScanner

سلمٰی سے دل لگا کر
بستی کی لڑکیوں میں بدنام ہو رہا ہوں

نسوانی حسن کا تصور:۔

حجاب و عصمت و شرم و حیا کی کان ہے عورت
جو دیکھو غور سے ہر مرد کا ایمان ہے عورت
اگر عورت نہ آتی کل جہاں ماتم کدہ ہوتا
اگر عورت نہ ہوتی ہر مکاں اک غم کدہ ہوتا
جہاں میں کرتی ہے شاہی مگر لشکر نہیں رکھتی
دلوں کو کرتی ہے زخمی مگر خنجر نہیں رکھتی

اختر شیرانی اردو شاعری میں شاعر رومان کے نام سے جانے جاتے ہیں ان کے ہاں رومانی جذبات کی فروانی ہے انہوں نے نسوانی حسن کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ عورت کو مختلف شاعروں نے کائنات کا حسن قرار دیا ہے۔ اختر کے ہاں محبت اور عشق کا وہ جوش دیکھنے میں آتا ہے کہ محبوب پس پردہ رہ جاتا ہے اور محبت ہر سمت میں چھا جاتی ہے۔ سلمٰی تو محض ایک نام ہے ورنہ انہوں نے عورت کے وجود سے پیار کیا۔ اس طرح اختر کے ہاں نسوانی حسن کی تعریف و توصیف جا بجا ملتی ہے۔

غرض جب تک یہ دنیا اور اس کی خوشنمائی ہے
ہماری زندگی میں صرف عورت کی خدائی ہے

عورت کی بعض جلوہ آفرین صلاحیتوں کے اعتراف کے باوجود اختر عورت کو حسن اور رعنائی مجسم خیال کرتے ہیں۔ وہ اس کے حسن سے متاثر بھی ہوتے ہیں اور لطف اندوز بھی۔ عورت کے حسن سے اکتسابِ کیف میں لا پروائی ان کی شریعت کا عظیم گناہ ہے۔ حسن فروشی ور آبرو باختگی ان کے نزدیک قابلِ نفرین افعال ہیں۔ وہ حسن کے معصوم اور اچھوتے مظاہر سے محبت کرتے ہیں۔ عورت ایک ایسا پھول ہے جو ہاتھ لگانے سے کملا جاتا ہے اس لئے ان کی جمالیاتی حس ان کے ذہن و شعور کی حدود کی پابند رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں دست درازیوں کا حوصل کبھی نہیں ہو سکا۔ عورت اور پھول کے موازنے میں وہ پھول کی زبانی عورت کی برتری اس طرح بیان کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

نوائے زہرہ گم ہے تیرے نغموں کی فضاؤں میں
نزاکت سیکھتا ہے خندہ حور جناں تجھ سے
افق پر صبح کی پہلی کرن جب مسکراتی ہے
سبق لیتی ہے بیداری کا روح گلستاں تجھ سے

اختر کے نزدیک عورت کے لئے پردے میں مستور رہنا ضروری ہے۔ اس کے جلوے مخصوص اوقات اور مخصوص لوگوں کے لئے ہونے چاہئیں۔ اس کی بے حجابی نسوانیت کی توہین کے مترادف ہے۔

حیا ہر اک طرف لطافت ہے نہاں پردے میں
پھر برا کیا ہے جو عورت ہے نہاں پردے میں

اختر کے ہاں جس عورت کا ذکر ملتا ہے وہ عورت نسوانی جذبات سے معمور ہے اور پختہ کار عورت کے بجائے الہڑ مٹیار ہے کہ جہاں وہ قدم رکھتی ہے زمین گل و گلزار ہو جاتی ہے۔ وہ خود چاہتی ہے اور اس کی خواہش ہے کہ کوئی اسے جی جان سے پیار کرے۔ یہ عشق یک طرفہ نہیں بلکہ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی کی تفسیر ہے۔ محبوب اور محب دونوں عشق کی آگ میں جل رہے ہیں۔ ان کی نظم "جہاں ریحانہ رہتی تھی" کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو،

وہ اس ٹیلے پر اکثر عاشقانہ گیت گاتی تھی
پرانے سورماؤں کے فسانے گنگناتی تھی
یہیں پر منتظر میری وہ بے تابانہ رہتی تھی
یہی وادی ہے وہ ہمدم جہاں ریحانہ رہتی تھی

موسیقیت اور غنائیت:۔

اختر شیرانی کی شاعری کی روح رواں اور بنیادی خصوصیت ان کی موسیقی ہے اس موسیقیت اور غنائیت سے ان کی شاعری کو الگ نہیں کیا جا سکتا وہ موقع و محل کے مطابق ایسے الفاظ اشعار میں سموتے ہیں کہ قاری کے دل اور روح کو مسرت کے پھولوں سے بھر دیتے ہیں۔ اس لئے ان کے الفاظ لڑی میں پروئے ہوئے ان موتیوں کی مانند ہیں جن میں چمک اور کشش دونوں موجود ہوتے ہیں۔

دامانِ خرابہ میں ہے

Scanned by CamScanner

ایک شاعر نوجواں کی تربت
شاعر کو مگر خبر نہیں کچھ
وہ تیرا نصیب سو رہا ہے
اس پر نہیں حال کا اثر کچھ
جاگا تھا غریب سو رہا ہے

اختر کی شاعری دراصل سنہرے خوابوں کے دلکش نغمات ہیں جن میں شعریت کے علاوہ موسیقیت اور غنائیت نہایت درجے تک موجود ہیں اسی غنائیت نغمگی اور شعریت کے حسین و جمیل امتزاج کا نام اختر شیرانی کی شاعری ہے۔

بہار کیف کی بدلی اتر آئے گی وادی میں
سرود و نور کا کوثر چھڑک جائے گی وادی میں
نسیم باد یہ منظر کو مہکائے گی وادی میں
شباب و حسن کی بجلی سی لہرائے گی وادی میں

اختر شاعری میں موسیقی پیدا کرنے کے لئے گاتی بجاتی بحریں، مترنم قوافی، اور ردیفیں بھی استعمال کرتے ہیں ایسی ردیفوں اور بحروں سے شاعری میں موسیقی کے علاوہ بے پناہ روانی اور بلا کا حسن پیدا ہوتا ہے۔

بزم ہستی سے نکالے گئے اختر کیا جلد
ابھی پینے بھی نہیں پائے تھے پیمانے چند

فطرت پرستی:۔

اس سلسلے میں اختر اورینوی لکھتے ہیں،
" اختر کیٹس کی طرح الفاظ سے بت گری بھی کرتا ہے اس مجسم تصویر کشی میں اختر کا بڑا درجہ ہے۔"
رومانی شاعر عموماً فطرت پرست ہوتے ہیں وہ مناظر قدرت کو دیکھ کر اس دنیا کی آلائشوں اور ہنگامہ خیزیوں سے صرف نظر کرکے تخیل کی بلند پروازیاں شروع کر دیتے ہیں اختر شیرانی کی رومانیت میں بھی فطرت کو بڑا دخل حاصل ہے وہ فطرت کی صناعی میں تصرف سے باز نہیں رہتے اور مناظر قدرت میں اپنے معجزہ قلم کے ذریعے رنگ آمیزی کرتے ہیں اختر کی منظر نگاری میں جوش کی طرح کی مثالیت پسندی کی جھلک نمایاں ہے۔

Scanned by CamScanner

مری آغوش میں ہو گا وہ جسم مرمریں اُس کا
وہ اُس کے کاکلِ مشکیں وہ روئے نازنیں اُس کا
وہ رخسارِ حسیں اُس کے وہ حسنِ یاسمیں اُس کا
وہ جس سے شوق کی دنیا کو مہکائے گی وادی میں
سنا ہے میری سلمیٰ رات کو آئے گی وادی میں !

انقلاب پسندی اور ماضی پرستی:۔

رومانی شعراء انقلاب پسند ہوتے ہیں وہ ماضی کی یادوں میں اپنے آپ کو گم رکھتے ہیں وہ انقلاب پسند ضرور ہوتے ہیں لیکن ان میں قوتِ عمل کی کمی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ انقلاب برپا کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ وہ دنیا سے مایوس ہیں اور یہاں ہونے والے ظلم و ستم کے بارے میں کہتے ہیں،

جہاں کا ذرہ ذرہ درسِ خونخواری سکھاتا ہے
جہاں حیران یزداں اور شیطاں مسکراتا ہے
جہاں حیوانیت ہروقت سرورِ بغاوت ہے
یہ دنیا دیکھنے میں کس قدر معصوم جنت ہے

اختر ایسے میں ایک سیاسی و سماجی اور معاشی انقلاب برپا کرنے کی آرزو کرنے لگتے ہیں تاکہ زمین و آسمان اپنے معاملات بدل ڈالے وہ کہتے ہیں،

اُٹھا جام ساقی جہاں کو بدل دیں
نظامِ زمین و زماں کو بدل دیں

لیکن ایک سچے رومانی کی طرح یہ صرف ان کی سوچ ہی ہے ورنہ عملی اعتبار سے وہ اتنی قوت نہیں پاتے کہ اپنے حسبِ منشاء کوئی تبدیلی لا سکیں۔

مجموعی جائزہ:۔

اختر نے اردو ادب کو ایک نیا ذہن دیا تخیل کو ایک نئی جہت دکھائی ان کی شاعری میں تخیل کی فراوانی، انفرادیت،

Scanned by CamScanner